نغمۂ راز

۱۳۰۳ھ

مصنفہ جناب مولانا مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

مع

در جدائی و صبح وصال و شام فراق

و

شب وصل و شب غم

نتیجۂ طبع جناب مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر مہتمم دلگداز

باہتمام

خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانۂ عطر و قومی پریس پیام یار

قومی پریس لکھنؤ میں چھپی

طبع ثانی ۱۲۰۰

قیمت فی جلد

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

الحمد للہ کہ مجموعہ ناز و نیاز مثنوی سراپا سوز و گداز موسوم باسم تاریخی

نغمۂ راز

۱۳۰۳ھ

حسب فرمائش منشی محمد نثار حسین صاحب مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

قومی پریس لکھنؤ مین چھپی

اشتہار کتب

جناب مصنف کی تالیفات سے ازاحۃ الاغلاط جسمین غلط الفاظ کی تحقیق ہے بقیمت ۸ر اور سرمۂ تحقیق جسمین معرکۃ الآرا الفاظ کی چھان بین ہے بقیمت ۵ر اور اصلاح جو اُردو گو شعرا کے لیے نہایت بکار آمد ہی بقیمت ۲ر حضرات شایقین مہتمم پیام یار لکھنؤ کے ہان سے طلب فرمالین ؁ المشتہر- بشیر پکاکوٹی ؁

پیام یار

(اردو شاعری اور نظم کا اکیلا ہمدرد)

جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ- عشاق کا متقل معشوقانہ اداؤن کا البم- یعنی وہ اچھوتا صحیفہ جسمین خاص خدا کے پاس سے نازل ہونے والے الہامات فراہم کیے جاتے ہین- یا وہ سچا سانچہ جسکو ملک نے زبان اردو کی حسن و خوبی کے پہچاننے کا حکمی پیمانہ تسلیم کرایا ہی جسے "پیام یار" کہتے ہین- قیمت عام سے ایکروپیہ سالانہ مع محصول- رؤسا سے پانچروپیہ سالانہ- بغیر وصول قیمت سالانہ پیشگی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہین ہوتا- ایک نمبر بطور نمونہ ۲ر وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے- قومی پریس لکھنؤ چوک سے ماہوار نہایت حسن و خوبی سے شایع ہوتا ہے درخواستین مع قیمت یا باجازت ویلیو پے ایبل محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار لکھنؤ کے نام آنا چاہیئن ؁

لکھنؤ کا عطر! ہر قسم اور ہر قیمت کا!

ہر موسم اور ہر درجہ کے آدمیون کے لیے!

یون تو عموماً لکھنؤ کا عطر مشہور و معروف ہی مگر اس کارخانے نے اس بارہ خاص مین ملک کی خدمت کرکے بہت اعلےٰ نیکنامیان حاصل کی ہین- شاید بہت کم ایسے رئیس ہونگے جو اس کارخانے کی عمدگی اور خوشبو ملکی اور اوسکی مدد سے اپنے دماغ کے خوش کر سکنے کے معترف نہون- گو کہ نمائشگاہ لکھنؤ سے تمغا اور سرٹیفکٹ بھی حاصل ہو چکا ہے مگر کارخانہ اوس سرٹیفکٹ کو زیادہ بیش قیمت سمجھتا ہی جو رؤسا و ملک و قوم کی تعریف اور پسند سے اوسکو حاصل ہوا ہی اور ہو رہا ہے

فہرست عطر موجودہ کارخانہ

عطر حنا قسم اول فی تولہ- عہ دوم للعہ- سوم ے چہارم عہ پنجم عہ ششم ۱۲ر عطر سونیا قسم اول فی تولہ عہ دوم عمہ عطر سہاگ قسم اول فی تولہ عہ دوم ۱۲ر عطر گلاب قسم اول فی تولہ عہ دوم عمہ عطر کیوڑہ قسم اول فی تولہ عہ دوم عمہ عطر گلاب بصرہ فی تولہ عہ- عطر عروس فی تولہ عہ عطر شہناز قسم اول ے دوم عہ عطر چمیلی اول عہ دوم عمہ عطر عنبر فی تولہ صہ عطر جوہی فی تولہ عہ دوم عمہ عطر روح خس ے روح باڑی فی تولہ صہ عطر اگر فی تولہ ے عطر خس قسم اول عہ دوم عمہ عطر مولسری قسم اول فی تولہ عہ دوم عمہ عطر چمپا عمہ عطر مجموعہ فی تولہ عہ عطر فتنہ قسم اول فی تولہ للعہ دوم عہ- عطر ناز بو ایجاد کنندہ فی تولہ ے عطر رگ حنائی تولہ عہ عطر فی تولہ ے روغن حنا قسم اول فی سیر ے دوم للعہ سوم عہ روغن بیلہ جونپوری فی سیر للعہ روغن کیوڑہ فی سیر قسم اول للعہ دوم عہ سفوف خضاب لاجواب بے نظیر التاثیر فی سیر صہ روغن چمیلی فی سیر صہ وغیرہ- زردہ یعنی تمباکو خوردنی خوشبودار معطر و عنبر خوش ذائقہ و لطیف گویان- فی تولہ ۸ر- لکھنؤ کا ہر قسم کا اسباب یہ کارخانہ بکفایت اور عمدگی نہایت دیانتداری کے ساتھ وصول ہونے پر روانہ کر سکتا ہی ؁ المشتہر- کارندہ کارخانہ منشی محمد نثار حسین نثار- لکھنؤ- چوک

حیرتِ دیدۂ زنجیر کہیں
کہیں شبنم ہے - کہیں خندۂ گل
ہے کہیں شوخیِ چشمِ پُرفن
ہی کہیں شام - کہیں صبحِ وطن
ہی سوادِ شبِ دیجور کہیں
ہی کہیں زخم - کہیں نوکِ سنان
ہی خراشِ دلِ صد چاک کہیں
رنگِ جستہ کی کہیں ہے پرواز
ہی ہوئے لبِ مستان ہے کہیں
جوششِ بادۂ توحید کہیں
صبحِ نور وزِ دل افروز کہیں
مہر و ذرہ مین اوسی کا ہے نور
عیب و شرکت سی مُبرا ہے وہ
ہر طرح نقص و دوی سے ہی پاک
ہاتھ اوٹھا کر سوئے درگاہِ خدا

حلقۂ زلفِ گرہ گیر کہیں
ہی کہیں گریۂ چشمِ بلبل
کہیں رفتارِ غزالانِ ختن
کہیں صحرا ہے - کہیں صحنِ چمن
ہی بیاضِ سحر و نور کہیں
ہی کہیں درد - کہیں راحتِ جان
کاوشِ خاطرِ غمناک کہیں
کہیں ٹوٹے ہوئے دل کی آواز
نعرۂ بادہ پرستان ہے کہیں
ریزشِ ساغرِ تجرید کہیں
شامِ اندوہِ جگر سوز کہیں
اوسکی قدرت کا ہی ہر شے ہے ظہور
گردِ نقصان سے مصفا ہے وہ
چاند پر پڑ نہیں سکتی ہے خاک
شوق مانگ اب کوئی پُرسوز دعا

مناجات عاشقانہ

اے خدا مجھکو عطا کر وہ دل
رات بھر جس سے بصد عجز و نیاز
محفلِ عشقِ حسینان مین جلے
عاشقِ شمع ہو - وارفتۂ گل

مذہبِ عشق مین جو ہو کامل
شمع سیکھے روشِ سوز و گداز
آتشِ حسرت و ارمان مین جلے
کبھی پروانہ - کبھی ہو بلبل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل سے ہون شیفتۂ حُسنِ قدیم
طورِ سینائے وفا کا ہون کلیم

واقفِ سرِ معانی ہون مین
کاشفِ رازِ نہانی ہون مین

دیدۂ حُسن حقیقت بین ہون
چشمِ بینائے طریقت بین ہون

دل ہے خلوت کدۂ ناز و نیاز
سینہ صاف ہے آئینۂ راز

جوش پر آج ہی صہبائے الست
بادۂ عشق سے ہون مین سرمست

اب نظر آتی ہے کچھ اور ہی شان
ہی مری عقل سراسر حیران

اوٹھ گیا پردۂ چشمِ غفلت
دیکھتا ہون مین خدا کی قدرت

صورتین اوسنے بنائین کیا کیا
صنعتین اوسنے دکھائین کیا کیا

کہین نغمہ ہے-کہین زمزمۂ چنگ
کہین نالہ ہے-کہین خوش آہنگ

کہین بلبل ہے-کہین نکہتِ گل
کہین مینا ہے-کہین ساغرِ مُل

جلوۂ برقِ تبسم ہے کہین
جوہرِ تیغِ تکلم ہے کہین

کہین موسیٰ ہے-کہین شعلۂ طور
کہین سایہ ہے-کہین جلوۂ نور

ہی جگر سوزیِ عشاق کہین
جلوہ افروزیِ مشتاق کہین

ہی کہین نورِ چراغِ محفل
کہین بیتابیِ پروانۂ دل

کاش غم سے ہون ایسا لاغر
تن مرا ہو رگِ تارِ بستر

طاقت و تاب ہون رخصت مجھسے
نازاوٹھوائے نحافت مجھسے

غم سے ہو حال مرا نوعِ دگر
دم فنا ہونے لگے گھٹ گھٹ کر

خرد و ہوش ہون یکسر مفقود
حالت نزع ہو سرپر موجود

اوسدم اے جلوہ دہ روز الست
بہرِ تسکین دلِ حسن پرست

سامنے میرے رہین چند حسین
مہ رخ و مہوش و زہرہ جبین

ہو مرا تکیہ سر زانوے یار
جذبۂ شوق ہو ہم پہلوے یار

آئے اوسوقت اجل بن ٹھنکے
حور کی طرح سراپا نکلے

دم نکلجاے تب ارمان کے ساتھ
ہو مرا خاتمہ ایمان کے ساتھ

پھر احبا سر میّت آئین
غسل دین اور کفن پہنائین

الغرض کر کے جنازہ طیار
دوش پر اپنے اوٹھا کر ناچار

لیچلین سب طرفِ قالبِ گور
لائین لاشے کو مرے تا لبِ گور

خاک پر مجھکو لٹا کر ناچار
تن مرا کر کے ہم آغوشِ مزار

سینے پر سنگِ تحمل رکھکر
رکھّین سب روے لحد پر پتھر

اوسگھڑی آہ نہ فریاد کرین
شوق کو فاتحہ سے شاد کرین

جب لین راہ اپنی اعزا میرے
گھر کو پھر جائین احبا میرے

آئین اوسدم جو نکیر و منکر
دیکھ کر اونکو نہون مین ششدر

بلکہ مین دونون کو غلمان سمجھون
اپنے حق مین انھین رضوان سمجھون

ہو لبو پر مرے کلمہ جاری
وجدِ صوفی کی ہو حالت طاری

جب نکیرین لحد سے پھر جائین
میری خدمت کے لیے حورین آئین

چال پر جنکی قیامت ہو فدا
ناز پر صدقے حسینون کی ادا

دیکھے جسدم گلِ عارض کی بہار — زمزمہ سنج ہو مانند ہزار
سرو قد کوئی نظر آئے جہان — قمری آسا ہو وہین نعرہ زنان
رکھے صد چاک قبا گل کیطرح — محوِ نالہ رہے بلبل کی طرح
ہو کبھی شیفتۂ حسنِ بتان — شکلِ ناقوس ہو سرگرمِ فغان
دن کو منت کشِ بیتابی ہو — رات کو سرخوشِ بیخوابی ہو
ہو ہوا خواہِ ترقیِ جنون — دشت پیما ہو برنگِ مجنون
شکلِ فرہاد کرے کوہ کی گشت — صورتِ قیس ہو آوارۂ دشت
نکلے غربت کو وطن سے ناشاد — نکہتِ گل کی طرح ہو برباد
گرم ایسے کرے شب بھر نالے — کہ نظر آئین یہ تارے چھالے
داغِ سودا وہ حرارت دکھلائے — جس سے خورشیدِ قیامت جلجائے
رکھے وابستۂ کاکل تقدیر — پیچ پر پیچ ہون شکلِ زنجیر
اسطرح ہو ہدفِ تیرِ نظر — چھلنی بنجائے یہ سینے کی سپر
عشقِ مژگان مین یہ ہو کاہشِ تن — کہ نظر آؤن بسانِ سوزن
رات دن اور بڑھے لذتِ درد — سرد آہین ہون تو چہرہ ہو زرد
اسطرح دستِ جنون ہو چالاک — ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر دل صدچاک
جامِ دل یون نظر آئے پُرخون — جیسے ساغر مین شرابِ گلگون
اسطرح داغِ جگر ہون گلزار — کہ ارم دیکھ کے کھانے لگے خار
آہ و فریاد رہے آٹھ پہر — کبھی نالہ نہو ممنونِ اثر
فرطِ غم سے ہو ہجومِ فریاد — محشر آباد ہون مین ناشاد
کبھی ارمان نہ نکلین دل کے — حسرتین روئین گلے مِل مِل کے
روز افزون ہو دل آزاریِ عشق — اور بڑھتی رہے بیماریِ عشق

ہے دمِ تیغ رہِ حمد و ثنا — غیر ممکن - کہ ہو لغزشِ پا
فرطِ غم سے ہون نہایت دلگیر — عفو کردے مرے مولے التقصیر
غیر کی یاد بنے حرفِ غلط — نقشِ خاطر ہو ترا دھیان فقط

نعت

ہان جو سرگرمِ شفاعت طلبی — شوق لکھ نعتِ رسولِ عربی
سایۂ ذاتِ حق جلّ و علا — مظہرِ نورِ خدا اصلِ علے
شاہدِ بزمِ ازل کے محبوب — خالقِ کون و مکان کے مطلوب
بادشاہِ عرب و فخرِ عجم — سرورِ دین و شفیعِ عالم
بلبلِ گلشنِ رحمت ہین آپ — گُلِ گلزارِ شفاعت ہین آپ
آپ ہین سروِ گلستانِ کمال — نونہالِ چمنستانِ جمال
بدرِ تابانِ نبوّت ہین آپ — مہرِ رخشانِ رسالت ہین آپ
آپ ہین گوہرِ دریائے کرم — آپ ہین لعلِ بدخشانِ ہمم
بحرِ موّاجِ مراحم ہین آپ — قُلزمِ جوشِ مکارم ہین آپ
آپ نے کتنے دکھائے اعجاز — آپ پر کون و مکان کو ہے ناز
یہ تو مانا کہ گنہگار ہون مین — صورتِ خامہ سیہ کار ہون مین
ہون سراپا مین پریشان احوال — اور اچھے نہین میرے اعمال
لیکن اسکا مجھے کھٹکا کیا ہے — پُرسشِ حشر کی پروا کیا ہے
شافعِ روزِ جزا کا ہون غلام — ہون مین خاکِ رہِ اصحابِ کرام
اور ہین جنکو ہے طاعت پر ناز — مجکو ہے آپ کی رحمت سے نیاز
ہے یہ امید کہ روزِ محشر — ہوگی مجپر بھی عنایت کی نظر

دل لبھانے کے ہون تیر انداز
زلف پرپیچ کمر تک ہو دراز

آنکھیں ایسی کہ ہرن تک صدقے
صورت ایسی کہ چمن تک صدقے

دونون ابرو ہون ہلالِ عیدین
ہونٹ وہ لعل کہ دل ہو بیچین

اسطرح ہر دُرِ دندان چمکے
جس طرح صبح کا تارا دمکے

شکلِ خورشید ہو چہرہ جنکا
رات پر جس سے ہو دھوکا دنکا

گور مین پھر درِ راحت کھلجائے
صاف دروازہ جنت کھلجائے

گوشۂ قبر ہو صحنِ گلزار
گلشن خلد کی لوٹون مین بہار

جب ہو ہنگامۂ محشر برپا
ہو سرِ گور غریبان غوغا

چونک اوٹھون خواب اجل سی یکبار
بادۂ عشقِ ازل سے سرشار

رنگ لائے یہ وفورِ مستی
اک طلسم آئے نظر یہ ہستی

ڈھونڈھ کر شافعِ محشر سے ملون
ساقیِ بادہ کوثر سے ملون

جان کر سرخوشِ پیمانۂ عشق
جام خوارِ مے خمخانۂ عشق

دستِ رحمت سے وہ محبوبِ خدا
جام پس خوردہ کرین مجھکو عطا

پھر تو کچھ اور ہی کیفیت ہو
ہوش منت کشِ محویت ہو

دیکھ کر لغزشِ مستانہ پا
مستیِ جام مئے ہوش ربا

تھام کر ہاتھ کرین داخلِ خلد
مجکو رہنے کو ملے منزلِ خلد

ہو وہان عالمِ شادی وطرب
غم غلط ہو دلِ محزون کا سب

دوست احباب رہین سب یکجا
سامنے ساقی وجام ومینا

بخت بیدار ہو غمخوار نصیب
ہو ہم آغوشیِ دلدار نصیب

صاف آئینۂ دل سے یکبار
دونون عالم کا نکلجائے غبار

اے خداوند مجیب الدعوات
تجھسے پوشیدہ نہین کوئی بات

حوصلہ دیکھیے پروانے کا | عشق مین غم نہین جلجانے کا
عشق کی سب سے جدا ہین راہین | دل مین لذت ہی لبون پر آہین
حق تو یہ ہی کہ ہے غم بھی راحت | عشق کو سمجھو خدا کی رحمت
عشق کا داغ عجب نعمت ہے | جلوہ افروزِ گلِ جنت ہے
عشق اک جنس گرانمایہ ہے | حسنِ محبوب کا ہمپایہ ہے
روکشِ عرش ہی کاشانۂ عشق | رشکِ فردوس ہے ویرانۂ عشق
عرش کی طرح مقدس ہے جو دل | ہی وہی عشق کی برتر منزل
لائقِ عشق نہین ہر انسان | اوسکا حصہ ہے جسے ہی عرفان
شوق یہ راز ہین دقت والے | انکو سمجھین گے حقیقت والے

آغازِ داستان

آ ادھر ساقیِ میخانۂ شوق | دے مجھے اب کوئی پیمانۂ ذوق
دور ہو پنبہ دہانی میری | لطف دے شعلہ بیانی میری
ہو چکا ضبط خموشی فغان | اب سناتا ہون مین کچھ سوزِ نہان
کہ کسی شہر مین تھا کوئی بزرگ | مردِ دیندار و کہن سال و سترگ
صاحبِ منصب و جاہ و عزت | صاف دل پاک درون خوش خصلت
اوسکو خالق نے دیا ایک پسر | مردمِ دیدۂ دل نورِ نظر
غیرتِ انجم و رشکِ خورشید | کوکبِ برجِ سپہرِ امید
اوسکو مان باپ نے ہر صبح و مسا | صورتِ آرزوئے دل پالا تھا
اپنے پہلو سے نکرتے تھے جدا | اک برس کا وہ ہوا تھا کہ خدا
کہ فلک کو نہ یہ چاہت بھائی | مادرِ مشفقہ کو موت آئی

دیکھ کر کلفت و حسرت میری — ہوگی بے شبہ شفاعت میری
دیکھنا اوس شہِ دین کے ہمراہ — جاؤنگا خلد مین انشاءاللہ
شوق لازم ہے کہ ہر صبح و مسا — ورد کر صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

نیرنگ عشق

عشق کے ہمسے نہ پوچھو نیرنگ — نئے انداز نرالے ہین ڈھنگ
عشق سے ہوتی ہے جسکو کچھ لاگ — سینے مین اوسکے بھڑک اوٹھتی ہے آگ
عشق سے رہتے ہین لب پر نالے — پڑتے ہین جان کے اِس سے لالے
عشق سے ہوتی ہین آنکھین جیحون — پانی ہوتا ہے جگر دل پرخون
عشق سے دردِ جگر اوٹھتا ہے — دردِ دل شام و سحر اوٹھتا ہے
تمازۂ عشق ہے رُخ کی زردی — اِسکی گلگشت ہے صحرا گردی
عشق دیوانہ بنا دیتا ہے — خاکِ ویرانہ بنا دیتا ہے
راہ ہے اِسکو بیابانی سے — ربط رکھتا ہے پریشانی سے
قیس کو اِسنے بنایا مجنون — لیلی حجلہ نشین کو مفتون
تخت سے نل کو گرایا اِسنے — کوہ و صحرا مین پھرایا اِسنے
خاک چھنواکے بیابانون کی — لی خبر چاک گریبانون کی
کرکے فرہاد کو برباد و تباہ — اِس نے کی پھر دلِ شیرین مین راہ
کفنی پوش ہوئے کتنے لوگ — کتنے لوگون نے لیا عشق مین جوگ
شیفتہ گل کا کیا بلبل کو — کردیا چاک گریبان گل کو
عشق رکھتے ہین جو دلمین سیماب — رات بھر رہتے ہین کیا کیا بیتاب
قمریان محوِ فغان رہتی ہین — عشق مین نعرہ زنان رہتی ہین

تنگدستی سے ہوا حال خراب — فاقہ مستی نے کیا دل کو کباب

شب کلفت نے کیا روز سیاہ — باپ بیٹے کا ہوا حال تباہ

ہو کے راضی برضائے تقدیر — نکلے ناچار وطن سے دلگیر

راہ غربت مین برنگ صرصر — خاک اوڑاتے رہے اپنے سر پر

پاکے سرگشتہ صحرائے الم — شوق سے لینے لگے خار قدم

صدمہ غم سے ہوے جب دلتنگ — چرخ نے اور دکھایا نیرنگ

کہ وہ سرگشتہ بیسہ ان بلا — راہ پیمائے بیابان بلا

ایکدن جوش جنون مین حیران — تھے بگولے کی طرح سرگردان

ناگہان رنگ فلک یہ لایا — ایک میدان اونھین پیش آیا

دھوپ سے ایسی چمکتی تھی ریت — نظر آتے تھے شرارون کے کھیت

ریگ ماہی کی طرح ریگ روان — تابش مہر سے ہر وقت تپان

خشک لب تشنہ دہن تھے تالاب — چشمۂ مہر کی صورت بے آب

تھے گہر آبلۂ قلب صدف — صورت پارہ آتش تھے خزف

بھولے بھٹکے جو وہان جاتی تھی — مرگ بھی خوف سے تھرآتی تھی

پیر دیرین کا ہوا حال عجب — تشنہ کامی نے لیا بوسہ لب

پیاس کے مارے وہ بیتاب ہوا — صورت ماہی بے آب ہوا

کی بہت جستجو آب مگر — قطرہ اشک ملے یا گوہر

دیکھکر اوسکا یہ حال ابتر — پانی برسانے لگے دیدۂ تر

پتلیان لائین ترس کھاکے شتاب — چشمۂ چشم سے پیمانہ آب

جب لگی دل کی نہ بجھنے پانی — ٹھنڈا کرنے کے لیے موت آئی

جسم سے روح جو نکلی بیتاب — آب کوثر سے ہوئی وہ سیراب

ایک عالم کو ہوا سوگِ عظیم — بن گئے اشکِ الم دُرِّ یتیم
اپنے آغوشِ محبت مین پدر — پرورش کرنے لگا شام و سحر
تھوڑے ہی دن مین وہ پروردۂ ناز — ہوگیا ہوش و خرد سے دمساز
بہرِ تعلیم و ادب خوش ہوکر — رکھا استاد پدر نے نوکر
حسنِ آداب مین وہ طاق ہوا — علم مین شہرۂ آفاق ہوا
طبعِ موزون مین جو تھا ذوقِ ازل — جان و دل سے اوسے تھا شوقِ غزل
شعر پر درد اگر سُنتا تھا — پہرون حسرت سے وہ سر دُھنتا تھا
قصہ کوتاہ وہ خورشید کمال — رات دن بڑھنے لگا شکلِ ہلال

صحرا نوردی

بادۂ تند پلا دے ساقی — ساغرِ ہوش ربا دے ساقی
جوشِ مستی مین کرون ترکِ وطن — کوہ و صحرا کو بناؤن مسکن
وقفِ گردش رہون ساغر کیطرح — خاک اوڑاتا پھرون صرصر کیطرح
دشتِ غربت مین جو ہو میری وفات — پاؤن دنیا کے بکھیڑون سے نجات
تنگدستی سے تو چرخِ کہن — دامنِ دشت ملے بہرِ کفن
اب سنو دل سے بیانِ خامہ — حرف زن یون ہے زبانِ خامہ
چار و دو سالہ ہوا جب وہ قمر — اوج پر تھا ابھی اوسکا اختر
کہ یکایک فلکِ سرگشتہ — شکلِ تقدیر ہوا برگشتہ
دیکھ کر اوسکی یہ شانِ رفعت — پھر گیا اوس سے برنگِ قسمت
اخترِ بخت نے اندھیر کیا — دولت و جاہ نے مُنہ پھیر لیا
دم مین باقی نہ رہا جاہ و جلال — مل گیا خاک مین سارا اقبال

مین جو غربت مین ہون سرگرم سفر — صورتِ جام ہے سر کو چکر
دے کوئی جام کہ ہو جوشِ سرور — ماندگی سب رہِ غربت کی ہو دور
یہمان سے نفسِ چند شباب — کیون پھرون وادیِ غربت مین خراب
اب بیابان سے لون شہر کی راہ — شوق کہتا ہے کہ ہان بسم اللہ
اسطرح کہتے ہین اربابِ خبر — جب ہوا دفن سے فارغ وہ پسر
دل مین آیا کہ یہین اب رہیے — چرخ کے جور و مصیبت سہیے
سینے پر صبر کا پتھر رکھکر — لوح سان رہیے سرِ گورِ پدر
پھر یہ کہنے لگی دل سی وحشت — کہ کسی اور طرف کر حرکت
گردشِ بخت اگر دیکھے گی — رہنے دیگی نہ یہان تجکو کبھی
پہلوِ گورِ پدر کو اب چھوڑ — جس طرف چاہے ترا دل منہ موڑ
پاکے ایما یہ وہ بیچارہ غریب — یاس سے بول اوٹھا ہای نصیب
قبر سے خوب لپٹ کر رویا — آنسوؤن سے رخِ گلگون دھویا
جب ہوا جوشِ جنون کا اصرار — یون پڑھا کلمۂ رخصت ناچار
الفراق اے مرے غمخوار پدر — الوداع اے پدرِ خستہ جگر
دستِ وحشت ہے غضب دامنگیر — اب جدا کرتی ہے تجسے تقدیر
چھوڑکر پھر خرد و ہوش و حواس — ہوکے ہمراہ ہجوم غم و یاس
ہمرہِ قافلۂ اشکِ روان — ساتھ لیکر جرسِ آہ و فغان
خاک اوڑاتے ہوئے مثلِ صرصر — اوس جگر تفتہ نے لی راہِ سفر
جب چلا چندے وہ آوارہ دہر — رفتہ رفتہ نظر آیا اک شہر
اوسطرف اوسنے اوٹھایا جو قدم — ہوئے پامال خوشی حسرت و غم
شہر مین جب اوسے قسمت لائی — گلے ملنے کو مسرت آئی

بیٹے نے دیکھ کے یہ حالِ پدر　　ندیاں غم مین بہائین رو کر

پا گئے یہ واقعہ جان فرسا　　کر دیا شورِ قیامت برپا

بڑھ گیا سوزِ حرارت غم کا　　پھر داغ دلِ سوزان چمکا

آتشین آہ کے شعلے بھڑکے　　رعد کی طرح سے نالے کڑکے

سینے سے دودِ جگر اوٹھنے لگا　　چھا گئی چارون طرف کالی گھٹا

جوشِ غم سے نہ رہا ضبط و قرار　　ابر بھی رونے لگا آخر کار

ایسی بارش کی ہوئی طغیانی　　ندیاں ہو گئین پانی پانی

اوس پسر نے جو یہ حالت دیکھی　　بارشِ ابرِ مصیبت دیکھی

دل کی کچھ اور ہی حالت بدلی　　چھا گئی جوشِ الم کی بدلی

غم سے دل کھول کے اسدم رویا　　حسرت آمیز ہوا پھر گویا

ایفلک ہے یہ عداوت کیسی　　تو نے دی ہمکو یہ حسرت کیسی

نزع مین باپ ہمارا ترسے　　بعد مرنے کے یہ پانی برسے

الغرض کر کے بہت آہ و فغان　　دفنِ میت کے کیے پھر سامان

ہائے رے اوسکی غریب الوطنی　　نہ ملا اوسکو کفن جز کفنی

جز غم و حسرت و فریاد و بکا　　کوئی غمخوار نہ ہمدم اوسکا

قصہ کوتاہ کسی طرح وہین　　لاش کو دفن کیا زیرِ زمین

شامِ غربت مین یہ اندھیر ہوا　　حسرتِ خون شدہ کا ڈھیر ہوا

گیا برستی تھی لحد پر حسرت　　چادرِ گل تھی نہ شمعِ تربت

طرح اقامت

ای مرے ساقیِ فرخندہ شیم　　اسطرف بھی نگہِ لطف و کرم

گل نو خاستہ باغ شباب
غنچۂ گلشن ناموس و حجاب

دانش و فہم فراست مین طاق
پڑھنے لکھنے مین نہایت مشتاق

چشم بد دور وہ غیرت دہ ماہ
فرد ہر فن مین تھے ماشاء اللہ

پیر دیرین کے یہ دل مین آیا
مشورہ جی مین یہی ٹھہرایا

رونق افروز جو ہے یہ مہمان
فضل خالق سے ہی سنجیدہ جوان

مجمع علم و فضائل ہے یہ
جامع حسن شمائل ہے یہ

ہی نسب مین بھی نہایت برتر
ہی حسب مین بھی گرامی گوہر

کیجیے دخت کو اس سے پیوند
ہو یہ داماد بجائے فرزند

نیک ساعت مین یہ ہی حسن صلاح
دونون کا کیجیے آپسمین نکاح

لیکن اس سر کو کسی سے نہ کہا
لب تک اس راز سے محروم رہا

رکھا لب دل مین تمنا کی طرح
کرلیا نقش سویدا کی طرح

اطلاع اسکی ہوئی دل کو اگر
تو جگر کو نہوئی کچھ بھی خبر

تھا ادھر وصل بہم مد نظر
اور ہی گھات مین تھا عشق ادھر

یعنی اکدن وہ بت حشر خرام
بہر تفریح ہوئی زینت بام

پھولون کے ہار جبڑا او گہنے
عمدہ پوشاک سراسر پہنے

چشم فتان مین لگائے کاجل
چال مستانہ غضب کی چنچل

لعل لب پر تھی غضب سرخی پان
شفق شہر بدخشان تھی عیان

مانگ زلفون مین تھی زلفین پرخم
تھے بہم صبح و شب و روز مگر

طرہ اسپر یہ کہ کھوسلے ہوئے بال
طائر دل کے پھنسانے کا جال

شوق پابوس مین اسکے ہر دم
لیتی تھی زلف رسا جھکتے قدم

حسرت دید مین اوسکی سر شام
آگیا مہر فلک سے لب بام

سیر مین دن کو تو جی بہلایا — جب ہوئی شام بہت گھبرایا

چھپ گیا آنکھون سے دن مثلِ نظر — آپڑی شامِ مصیبت سر پر

سخت حیران کہ اب جاؤن کہان — کس سے اظہار کرون دردِ نہان

کون سنتا ہے فغانِ درویش — پھر درویش بجانِ درویش

تھا وہان کوئی رئیس دیندار — صاحبِ عزت و تمکین و وقار

جود و احسان مین وہ تھا نامور — میہمان دوست مسافر پرور

شامِ اندوہ جو کچھ رات ہوئی — ناگہان اوس سے ملاقات ہوئی

اوسکو جامے سے جو باہر پایا — حال پوچھا تو اوسے رحم آیا

فرطِ الفت سے ملائے ہوئے ہاتھ — لیچلا عزت و توقیر کے ساتھ

جان کر آنکھون کا تارا اوسکو — اپنے گھر لاکے اوتارا اوسکو

پاکے علم و ہنر اوس خوشخو مین — دی جگہ صورتِ دل پہلو مین

حسن و عشق

جلد آ ساقی پیمانۂ عشق — جوش پر آج ہے میخانۂ عشق

بادۂ وصل پلادے مجکو — دخترِ رز سے ملادے مجکو

ہون جو محروم ازل مین ناکام — جی مین ہے خوب ہی لون بوسۂ جام

رات دن نشے مین مستی مین رہون — کچھ دنون بادہ پرستی مین ہون

آئی اب کان مین قلقل کی صدا — لو سنو قصۂ حیرت افزا

تھا جو وہ پیر مسافر پرور — اوسکی اک نورِ نظر تھی دختر

مہروش زہرہ جبین مہ طلعت — کوکبِ برجِ سپہرِ عصمت

دُرِ نا سفتہ بحرِ خوبی — آب و تابِ گہرِ محبوبی

منتشر ہوش ہوے صورت بو — زردی رنگ ہوئی غازۂ رو
بل وہ کھانے لگی مانند کمر — ہوئی خود گم وہ پری مثل نظر
جی مین کہنے لگی یون وہ بیتاب — آپ سے آپ ہی کیون دل سیماب
کیون الجھتی ہی طبیعت میری — ہی یہ کس وجہ سے حالت میری
کیا سبب ہے جو یہ حیرانی ہے — خود بخود کیون یہ پریشانی ہے
دل پگھلتا ہی جگر گھلتا ہے — حال اسکا نہین کچھہ کھلتا ہے
اتنے مین چپکے کسی نے آکر — اوسکو دی حالتِ مہمان کی خبر
سنتے ہی اوسکے اوڑی ہوش وحواس — فرطِ حیرت سی ہوئی اور اوداس
سوزشِ دل سے وہ بیتاب ہوئی — آتشِ عشق سے سیماب ہوئی
جوشِ الفت سے ہوا اوسکو جنون — پہلے لیلے تھی بنی اب مجنون
گو بہت دل کو سنبھالا اوس نے — کوئی پہلو نہ نکالا اوس نے
پہلے مانع ہوئی گو شرم وحیا — نرہا ضبط تو کہلا بھیجا

پیام معشوق

آپ کا حال سنا مین نے یہ آج — کہ کئی دن سے ہے ناساز مزاج
کروٹین لیتے ہین بیتابی سے — آشنا چشم ہے بیخوابی سے
دل مین ہے درد- لبون پر دم سرد — آنکھین پر آب ہین رخسار ہین زرد
کچھہ تو فرمائیے کیون ہے یہ حال — کس لیے ہین یہ غم و رنج وملال
دشمنون کی ہے طبیعت کیسی — بے مرض ہے یہ نحافت کیسی
شکوۂ بخت بد و مقدر کیون ہے — "ہائے دل" ہر گھڑی لب پر کیون ہے
چھپانا نہ جو ہو باعث غم — کہیے گا ٹھیک مرے سر کی قسم

دیکھ کر اوسکی یہ رنگت یہ روپ
زرد رو ہو گئی حسرت سے دھوپ

چشم انجم نے کیا نظّارا
چرخ بے مہر کا چمکا تارا

اتفاقاً گا وہ جوانِ مہمان بھی
تھا اوسی سمت کو نظارہ کنان

جذبۂ حسن نے کھینچا جو ادھر
جا پڑی اسکی نظر اوس مہ پر

گرمیِ حسن سے بیتاب ہوا
صورتِ پارۂ سیماب ہوا

سوزِ الفت سے اوٹھا شعلۂ آہ
خانۂ صبر ہوا خاکِ سیاہ

آتشِ عشق جو بھڑکی یکبار
جل گیا رختِ تسلّی و قرار

تیغ ابرو کی جو دیکھی صورت
دل ہوا ٹکڑے جگر کی صورت

تیرِ الفت سے ہوا وہ بسمل بھی
ہو گئی نوکِ مژہ نشتر دل بھی

خرد و ہوش ہوئے سب رخصت
عشق نے آکے کہا "یا وحشت"

لیکن اس سے نتھی واقف وہ قمر
حالِ عاشق سے نتھی کچھ بھی خبر بھی

کوٹھے سے پھر اوتر آئی وہ ماہ
چشمِ عاشق مین ہوا روز سیاہ

جامۂ صبر کیا ہجر مین چاک
جیب و دامن نے لیے بوسۂ خاک

مرضِ عشق مین بیمار رہوا
تشنۂ شربتِ دیدار ہوا

نرہی ضبط فغان کی طاقت
تالے ہونے لگے دل سے رخصت

گر پڑا بسترِ غم پر ناچار
صبر و آرام ہوئے دل سے فرار

جب کئی دن ہوئے اسطرح بسر
جوشِ الفت نے دکھایا یہ اثر

کہ دلِ یار مین کی عشق نے راہ
اوس ستمکش کا پڑا ناوکِ آہ

شکل آئینہ وہ حیران ہوئی
صورتِ زلف پریشان ہوئی

پیچ اوٹھانے لگی سنبل کیطرح
خوب اولجھنے لگی کاکل کیطرح

چشمِ بیمار سی بیمار ہوئی
مرضِ غم مین گرفتار ہوئی

نظر آتے ہین مجھے جب سنبل
دل کو اولجھاتی ہے یادِ کاکل

سوی نرگس جو نظر جاتی ہے
سُرمگین چشم وہ یاد آتی ہے

یادِ رخ ہین جو نظر آتے ہین گل
نالے کرتا ہون برنگِ بلبل

دیکھکر شورِ عنا دل کی طرح (اندازا)
ٹکڑے ہوتا ہے جگر دل کی طرح

زعفران زار جو آتا ہے نظر
خوب ہنستے ہین مرے زخمِ جگر

راہِ صحرا جو کبھین لی دل نے
روحِ مجنون وہین آئی ملنے

دیکھکر جوشِ جنون کا احوال
غول آتے ہین پئے استقبال

پانون پڑتے ہین قدم لیتے ہین
خار رہنے کی قسم دیتے ہین

یاد آتی ہے جو چشمِ پُرفن
وہ فسون ساز نشیلی چتون

چوم لیتا ہون ہرن کی آنکھین
آہوے دشتِ ختن کی آنکھین

نظر آتی ہے جو رفتارِ غزال
یاد آتی ہے وہ مستانہ چال

جوشِ سودا سے کبھی مین غمناک
یادِ افشان مین اوڑاتا ہون خاک

سوے دریا جو گزر ہوتا ہے
موجزن خونِ جگر ہوتا ہے

دیکھتا ہون مین جو پانی مین بھنور
مجکو آتے ہین ہزارون چکر

نظر آتی ہی اگر چشمِ حباب
غم سے ہو جاتی ہین آنکھین پُرآب

پھرون روتا ہون مین آٹھ آٹھ آنسو
ندیان ہوتی مین جاری ہر سو

الغرض اے صنمِ حشر خرام
غمِ فرقت نے کیا کام تمام

اب جگر خستہ ہے غم سے خامہ
ختم کرتا ہون دعا پر نامہ

گلشنِ دہر مین جبتک ہین گل
دم بھرا کرتی ہی جبتک بلبل

زیبِ گلزار ہین جبتک شمشاد
قمریان کرتی مین جبتک فریاد

جبتک آزاد ہین سروِ لبِ جو
فاختہ کرتی ہے جبتک کوکو

آجکل غیر ہے حالت میری / سخت بیکل ہے طبیعت میری
نہ کسی طرح بہلتا ہے دل / نہ سنبھالے سے سنبھلتا ہے دل
الغرض اوسکو جو پہونچا یہ پیام / اپنے دلبر کا سُنا جب یہ کلام
آپ مین رہ نسکا پھر دم بھر / اپنے جامے سے ہوا وہ باہر
جوشِ الفت سے ہوئی بیہوشی / خرد و عقل نے کی روپوشی
کچھ ہوا ہوش تو سرد آہ بھری / غم گھٹا اور طبیعت ٹھہری
لیکے قرطاس و دوات و خامہ / اوس پریوش کو یہ لکھا نامہ

نامہ عاشق

ای مسیحاے مریضِ ہجران / ای شفا بخشِ تپِ سوزِ نہان
اے طبیبِ مرضِ مہجوری / چارہ سازِ المِ رنجوری
پوچھتے تم ہو جو حالت میری / تو سنو دل سے حکایت میری
بہرِ تفریح سرِ شام او سرِ روز / بام پر تم جو تھے رونق افروز
ہون خطاوار ہے اقرار گناہ / کی مری آنکھون نے دزدیدہ نگاہ
حضرتِ عشق نے دی اسکی سزا / کر دیا مجھکو گرفتارِ بلا
ہی برا حال مرا اوسدم سے / منہ کو آتا ہے کلیجا غم سے
ہای مونس نہین غمخوار نہین / کوئی غربت مین مرا یار نہین
دل کے بہلانیکو جاتا ہون جو باغ / لالے دیتے مین مجھے سیکڑون داغ
سُنکے فریاد و فغانِ بلبل / ٹکڑے ہوتا ہے جگر صورتِ گل
دیکھکر سرو و صنوبر شمشاد / قدِ موزون مجھے آتا ہے یاد
ولولے مانتے ہین کب دل کے / پہرون روتا ہون گلے مِل مِل کے

جب جوان نے یہ سنی کیفیت ؛ متغیر ہوئی اوسکی حالت ؛
آتش شوق ادھر جب بھڑکی ہوئی بیتاب ادھر وہ لڑکی
کچھہ دنون تک تو بہت ضبط کیا آخر اس عشق نے پھر خبط کیا
نرہی ہجر کی دل کو طاقت صبر و آرام ہوئے سب رخصت
ہوکے مجبور اوٹھا کر خامہ اوس پریوش کو یہ لکھا نامہ

نامہ جوان

اے مری جان میری محرم راز کچھہ مرے دل کی سنو سوز وگداز
آتش شوق بھڑک اوٹھتی ہے آہ کی برق کڑک اوٹھتی ہے
اب اولٹتا ہے کلیجا میرا غم سے پھٹتا ہے کلیجا میرا
ہجر کی اب نہین طاقت مجکو مار ڈالیگی یہ فرقت مجکو
ہجر مین اب یہ مرا عالم ہے صدمۂ درد سے لب پر دم ہے
ضعف سے تن ہی یہانتک لاغر صورت تار ہی صرف لبسر
نالے ہوتے ہین جو رخصت دل سے لب تک آتے ہین بڑی مشکل سے
مین ہون یا بستر رنجوری ہے ایک ہمدم غم مہجوری ہے
شمع دلسوز مرے بالین پر روتی رہتی ہے الم مین شب بھر
جوش وحشت مین کبھی حسب محل حضرت شوق کی پڑھتا ہون غزل

غزل

ہجر سے اب ہی یہ حالت میری مرگ کرتی ہی عیادت میری
دل کو وہ چاہین مجھے رشک آئے اُف رے مین اور رقابت میری

جگرِ لالہ مین جبتک ہے داغ | لالے جبتک ہین گلستان کے چراغ
بزم مین شمع ہے جبتک روشن | دلِ پروانہ مین جبتک ہی جلن
جگمگے تارون مین جبتک ہی جھلک | چاند سورج ہین منور جبتک
محفلِ حسن مین اے غیرتِ حور | جلوہ فرما رہو باعیش و سرور
ہوچکا مشک فشان جب خامہ | دستِ قاصد مین دیا یہ نامہ

بیتابیِ معشوق

نامہ بر نے جو وہ خط پہونچایا | آگے تقدیر کا لکھا آیا
دل مین وہ چوٹ لگی الفت کی | آپ مین پھر وہ پری رہ نسکی
آنکھین بھر آئین ہوا دل بیتاب | ہوگیا غم سے جگر جلکے کباب
دل سے کھنچنے لگی ابرو کی طرح | پیچ کھانے لگی گیسو کی طرح
دیکھتی تھی کبھی گھر کی صورت | کبھی حسرت زدہ در کی صورت
تنگ اگرچہ تھی غمِ فرقت سے | تھی وہ مجبور مگر قسمت سے
بلکہ پھر ننگِ شرافت سمجھی | وجہ بربادیِ عفت سمجھی
حال پر اپنے پشیمان ہوئی | آہ کی طرح پریشان ہوئی

عقدِ مناکحت

اب یہ نیرنگِ محبت دیکھو | اثرِ جذبۂ الفت دیکھو
کرکے اوس پری نے آپسمین صلاح | کر دیا دونون کا اوسروز نکاح
لیکن افسوس کہ ٹھہری یہ بات | ابھی موقوف رہے رسمِ برات
ابھی پہنے رہین مانجھا دونون | کچھ دنون تک نہون یکجا دونون

تھا عجب حال پریشان اوسکا
گھڑیان گن گنکے غرض دِن کاٹا

جب ہوئی لیلیِ شب طرّہ کشا
خال سان ماہِ فلک پر چمکا

انجم اسطرح ہوئے نور افشان
جس طرح میرے صنم کی افشان

کہکشان مانگ کی صورت نکلی
دلِ عشاق کی حسرت نکلی

سرمۂ خواب لگا کر اوسدم
محوِ آرام ہوا اک عالم

حسرتِ وصل مین وہ غیرتِ ماہ
چھپ کے نکلی صفتِ نورِ نگاہ

اپنے عاشق کے سرہانے آئی
بختِ خفتہ کو جگانے آئی

خواب مین اوسکو جو غافل پایا
دی اوسے کاکلِ شکین کی ہوا

پاکے بو ہوگئین بیدار آنکھین
اوس سمن بر سے ہوئین چار آنکھین

پھر کسی مین نرہا ضبط و قرار
ملگئے دونون گلے آخرکار

خوب آپسمین لپٹ کر روئے
داغِ غم دامنِ دل سے دھوئے

بیٹھے مِل جل کے وہ دونون پُرغم
ہم بغل صورتِ حرفِ مدغم

حال دل دونون بہم کہنے لگے
قصۂ دردو الم کہنے لگے

کبھی اظہارِ الم کرتے تھے
عاشقی کا کبھی دم بھرتے تھے

کبھی اقرارِ عنایت کرتے
کبھی اظہارِ شکایت کرتے

حالتِ دیدۂ تر کہتے تھے
سوزشِ قلب و جگر کہتے تھے

شکوۂ جور و جفائے ایام
نہوا تھا ابھی اک حرف تمام

ناگہان بخت نے بدلی کروٹ
شاہدِ صبح نے اولٹا گھونگھٹ

محوِ فریاد ہوے مرغِ سحر
سُنکے پہلو سے اوٹھا دردِ جگر

آئی اوسدم جو گجر کی آواز
کی وہین ہوش و خرد نے پرواز

بولی گھبرا کے یہ وہ سروِ روان
اب مناسب نہین تاخیر یہان

دل ہے پیکان جو نکلتا ہی نہین
یہ بھی ہے کیا کوئی حسرت میری

اوسکے در سے نہین اوٹھنے دیتی
خوش ہون کام آئی نخافت میری

چیز میری ہے تمھین کیا ناصح
دل دیا اوسکو۔ طبیعت میری

جان دیدون اوسے دل کیا شی ہے
مفلسی مین ہے یہ ہمت میری

ہون وہ غم دوست مری میت پر
خاک اوڑائیگی مصیبت میری

سر سے اکدم کبھی ٹلتی ہی نہین
کیا بلا ہے شبِ فرقت میری

صرصرِ غم نے بجھایا جسے شوق
ہو گی شمعِ سرِ تربت میری

اے مسیحائے جہان عیسیٰ دم
میرے دم بھر نیکی ہے تمکو قسم

لبِ جان بخش و شفا کی سوگند
چشمِ اعجاز نما کی سوگند

جان جاتی ہے جلاؤ مجھکو
شربتِ دید پلاؤ مجھکو

یہ سمجھ لو کہ نہین شرع مین لاج
اور عاشق نہین پابندِ رواج

ہو حیا مانعِ رفتار اگر
شرم رخصت نہ دے آنیکی ادھر

خواب ہی مین نظر آجاؤ یہی
جسمین تسکین ہو اے سروِ سہی

اب کسی طرح دکھاؤ صورت
روح ہوتی ہے وگرنہ رخصت

پیوندِ مواصلت

اوس پریوش کو جو یہ لکھ بھیجا
ہو گیا اور ہی نقشا اوسکا

پڑھتے ہی خط کے ہوئی وہ بیتاب
سوزِ الفت نے بنایا سیماب

گرمیِ شوق مین وہ رشکِ قمر
سایے کو دیکھتی تھی اوٹھ اوٹھکر

درد کی طرح کبھی اوٹھتی تھی
بیٹھ جاتی تھی کبھی سایے سی

سخت حیرت زدہ وہ پیر ہوا
دل مین ٹھٹ کشش تدبیر ہوا

کہ جدائی نے کیا ہے یہ حال
ہے یہ بہتر کہ ہو دونون مین وصال

جب ہوی رات تو خلوت چاہی
آپنے بیگانے ہوئے سب راہی

اپنی بی بی کو بلایا اوس نے
حال دل کہکے رولایا اوس نے

کیا خبر تھی ہمین غم دیکھین گے
جاے شادی یہ الم دیکھین گے

جان بلب ہجر سے ہے اب یہ جوان
کوئی دم کا ہے یہ مہمان مہمان

بات بگڑی ہوی بنتی ہے کہین
اسکے جینے کی اب امید نہین

کیا عجب ہے جو ہو دیدار بہم
جان بچ جاے گھٹے کاہش غم

تب فرقت سے افاقہ ہو جاے
مرض غم سے یہ اچھا ہو جاے

بولی کسطرح دین ہم اسکی صلاح
کیا ہوا ہے ابھی جز عقد نکاح

نہ سجی ہے ابھی دولھا کی برات
رتجگا تک نہوا ہے ہیہات

ابھی دونون مین ہو کیونکر گفتگو
سنکے طعنے ہمین دینگے سب لوگ

پیر دیرین نے اوسے سمجھایا
اسطرح راہ پر اوسکو لایا

چپکے چپکے لڑکی سے یہ کہدو جاے
اور اوسے ایک نظر دیکھہ آئے

الغرض اوس نے اجازت پائی
جان بیجان مین وہین جان آئی

خستہ دل اشک فشان چاک جگر
بال بکھرائے ہوے خاک بسر

پاس بیمار کے تنہا آئی
سر بالین وہ مسیحا آئی

عالم شوق مین بیخود ہو کر
رکھہ کے دلدار کا سر زانو پر

چشم پرنم سے کیے اشک روان
اسطرح پھر ہوئی سرگرم فغان

اے مرے ناز اوٹھانے والے
مجکو وارفتہ بنانے والے

دل و جان صدقے مین تیرے واری
سچ کہو کیون ہے یہ حالت طاری

باتون باتون مین کٹی شب ہی ہی — تو مین جاتی ہون خدا حافظ ہے
پھر گلے مل کے ہوئی وہ رخصت — جان و تن مین ہوئی گویا فرقت

وصالِ آخرت

جلد دے میری خبر اے ساقی — نام کو مجھ مین ہی اب دم باقی
غم سے پھٹتا ہے کلیجا میرا — اب دھڑکتا ہے کلیجا میرا
صدمۂ درد ہجومِ غم ہے — تیری فرقت مین لبون پر دم ہے
دَورِ آخر ہے پلا ساغرِ مے — اسطرح محوِ تغافل کیون ہے
ہوش آ لے تو بصد رنج و الم — کہہ سناؤن تجھے افسانۂ غم
کہ رہی اونکی یہ چندے حالت — تھا کبھی وصل کبھی تھی فرقت
رفتہ رفتہ یہ ہوا عالمِ عشق — بھر گیا ہر رگ و پے مین غمِ عشق
نام کو بھی نرہی تاب و توان — حسرت انگیز ہوا حالِ جوان
سوکھ کر خارِ تنِ زار ہوا — مرض الموت مین بیمار ہوا
لاکھ درمان کیے غمخوارون نے — کی بہت چارہ گری یارون نے
پیرِ دیرین نے کیا لاکھ علاج — نہوا ایک اثر بخشِ مزاج
سنتے ہی عاشقِ محزون کا حال — وہ پری چہرہ ہوئی غم سے نڈھال
اشکِ خونین سے بھر آئین آنکھین — ساغرِ مے نظر آئین آنکھین
دیکھکر اوسکی نحافت کی طرح — ہوش اوڑنے لگے نکہت کی طرح
دیکھی یہ صورتِ غم آہ نے جب — پیار سے اوسکے لیے بوسۂ لب
تن بدن کی نرہی اوسکو خبر — اپنے جامے سے ہوئی وہ باہر
باپ نے اوسکے جو دیکھا یہ رنگ — عشقِ پُر فتنہ کے سمجھا نیرنگ

اوسکے مان باپ نے دیکھا جو یہ حال　　جوش رقت مین ہوئے غم سے نڈھال
دوست دشمن جو کوئی سنتا تھا　　فرط افسوس سے سر دھنتا تھا
اپنے بیگانے ہوئے جمع وہان　　محشر آباد بنا صحن مکان
کوئی فریاد و فغان کرتا تھا　　آہ پُر درد کوئی بھرتا تھا
جیب و دامن کوئی کرتا تھا چاک　　کوئی حسرت سے اوڑاتا تھا خاک
آتش غم سے کوئی جلتا تھا　　کف افسوس کوئی ملتا تھا
پھر عزیزون نے بصد رنج و محن　　دونون میت کو دیا غسل و کفن
دست تقدیر سے ہو کر ناچار　　دونون کو دفن کیا آخر کار
ہو گئین دل مین تمنائین ہلاک　　مل گئین آرزوئین سب تہِ خاک
پھاڑ کر جیب و گریبان غم مین　　حسرتین رونے لگین ماتم مین
ہو کے آوارہ۔ پریشان برباد　　نکلی سر پیٹتی آہ و فریاد
روح فرہاد و دل قیس حزین　　سوگ مین اوسکے ہوئی گنج نشین
دود آہ دل سوزان جو اوٹھا　　شامیانہ وہ بنا تربت کا
تم انجم سے فلک نے رو کر　　اشک شبنم کی چڑھائی چادر
ک صرصر نے اوڑائی غم مین　　درد دل رونے لگا ماتم مین
حشتین روبہ بیابان نکلین　　حسرتین چاک گریبان نکلین
سی کرنے لگی نوحہ گری　　قبر پر بنکے مجاور۔ ٹھہری

خاتمہ کتاب

ی محفل کو سلام ای ساقی　　اب اوٹھا شیشہ و جام ای ساقی
ش پر آپ ہے میخانہ دل　　غم سے لبریز ہے پیمانہ دل

کچھ تمھین میری خبر ہے کہ نہین ٭ حال پر میرے نظر ہے کہ نہین
تم چلے چھوڑ کے اب مجھکو کہان ٭ ہے یہی رسم وفا اے جانان
آنکھین کیون بند ہین کھولو صاحب ٭ کچھہ لب ناز سے بولو صاحب
ورنہ اس رنج مین - مر جاؤنگی ٭ اپنے جی سے مین گذر جاؤنگی
لب جان بخش کی آئی جو صدا ٭ اوس اجل دوست نے آنکھین کین وا
سر جو زانوے صنم پر پایا ٭ اوج پر بخت کا اختر پایا
طرف عارض دلبر دیکھا ٭ چشم حسرت سے مکرر دیکھا
سونگھہ کر خوب شمیم گیسو ٭ روح نے کی حرکت صورت بو
جان بیتاب بدن سے نکلی ٭ عندلیب اپنے چمن سے نکلی
اوس گل اندام نے دیکھا جو یہ رنگ ٭ صدمۂ غم سے ہوئی جینے سے تنگ
جان سے ہاتھہ اوٹھایا اوسنے ٭ لاشہ چھاتی سے لگایا اوسنے
ہوئی سرگرم فغان ماتم ٭ محو انداز بیان ماتم
اے مرے عشق مین مرنے والے ٭ گور مین پاؤن کے دھرنے والے
اب چلے تم تو سوے ملک عدم ٭ دے چلے مجھکو غم و رنج و الم
اب مرے ناز اوٹھائےگا کون ٭ بگڑی باتون کو بنائےگا کون
غم اسی کا مجھے اُلجھائےگا ٭ کون گیسو مرے سلجھائےگا
درد ہجران سے جو ہونگی غمگین ٭ کون دےگا مرے دل کو تسکین
ناز فرقت نہ اُٹھےگا مجھسے ٭ بار کلفت نہ اوٹھےگا مجھسے
ہمت تقدیر سے چارا ہی نہین ٭ ورنہ یہ داغ گوارا ہی نہین
اوسنے یہ کہہ کے جو کھینچی اک آہ ٭ روح نے ملک عدم کی لی راہ
نازنین جسم ہوا افسردہ ٭ گل شاداب ہوا پژمردہ

حبذا چون شوقِ ممتازِ جہان — زور قمِ این مثنویِ بے مثال
خامۂ تسلیم تاریخش نوشت — مثنویِ دلکش و سحرِ حلال

۰۲ ۱۳ھ

نتیجہ طبع وقاد حضرت استادی مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی

ظہیر احسن کہ با شوق است معروف — سخنور بہاے رنگار رنگ موصوف
نوا سنج گلستانِ فصاحت — ترنم ریز بستانِ بلاغت
چمن پیراے باغِ نکتہ دانی — بہار افزاے گلزارِ معانی
نہالِ بوستانِ خوش مقالی — گلے از گلشنِ نازک خیالی
چو کرد این نامۂ نایاب تصنیف — کہ بیرون است اوصافش ز توصیف
پے سالش دلم شمشاد گفتا — تعالی اللہ کتابِ روح افزا

۰۲ ۱۳ھ

ریختۂ کلکِ سخنگوی و سخن شناس جناب میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

عجب مثنوی گفت شوقِ سخنور — ہمہ درد خیز و ہمہ عشق آگین
چنین ہاتفِ غیب با یاس گفتا — بگو سالِ نظمش چہ دلکش مضامین

۳ ۱۳ھ

تمت

ہے مجھے خونِ جگر جائے شراب
آتشِ غم سے مرا دل ہے کباب

منہ کو آتا ہے کلیجا میرا
پک گیا فکر سے بھیجا میرا

تا بکجا مرثیہ خوانی میری
ہو چکی سوز بیانی میری

بیخودی نے جو کیا گم مجھکو
نہ رہی تابِ تکلم مجھکو

مثنوی کیسی کہان کے اشعار
حضرتِ عشق کے یہ ہین آثار

اسکا شیرازہ ہے تارِ رگِ جان
سطرین ہین دودِ دلِ شعلہ فشان

جدولین اسکی ہین غم کی نہرین
اوٹھتی ہین درد و الم کی لہرین

پارۂ دل ہے مقرر ہر حرف
سرخی خون ہے بجائے شنجرف

تپشِ غم سے ہین نقطے اخگر
اسکے نقطون مین ہین لاکھون نشتر

قصہ کوتاہ ہوئی جب یہ تمام
تھی مجھے فکر کہ رکھون کیا نام

بلبلِ فکر ہوئی زمزمہ ساز
نام رکھا شوق حزین نغمہ راز

۱۳۰۳ھ

دل نے پھر مصرعِ تاریخ کہا
ختم اللہ لہا بالحسنیٰ

۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ سخنور بے مثل و بے نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

جواہر مضامین کے لاکھون بھرے ہین
بلاغت کی کان آج یہ مثنوی ہے

امیر اسکی تاریخ مین نے یہ لکھی
فصاحت کی جان آج یہ مثنوی ہے

۱۳۰۳ھ

چکیدۂ قلم شاعر ذی شرف جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی

شوق نے ایسی مثنوی لکھی
ہے ہر اک شعر جسکا درد آمیز

لکھو اشرف یہ مصرعِ تاریخ
سخن بے بہا ہے عشق انگیز

۱۳ھ

طبعزاد ہمپایۂ قدسی و کلیم حضرت استادی منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

پھر تو اُمڈے وہ اشکِ دریابار
دیکھ کر جوششِ بحر دیدہ تر
جبکہ مین بحرِ بر پر سوار ہوا
کوئی مونس وہان نہ ہمدم تھا
راہِ غربت کا تھا جنون جو خضر
رفتہ رفتہ جو مین یہان پہونچا
یاد آئی مجھے بہارِ وطن
واقعی ہے سفر جو ٹیڑھی کھیر
جوشِ وحشت کا زور چل نسکا
سیرِ دشت و جبل سے مُنہ موڑا
قصّہ کوتاہ رہگیا مین یہین
ایکدن مین گیا جو قیصر باغ
مجھکو گُل خار خار آئے نظر
غم مین کھوے ہوئے تھے سنبل بال
گُلِ سوسن تھے غم مین جامہ سیاہ
دل مین نہان جو رکھتے تھے غم و دُکھ
ہر طرف ہو رہی بلبلِ ناشاد
سرنگون غنچے گُل گریبان چاک
زرِ گُل سے چمن جو تھا مفلس
قمریان آہ آہ کرتی تھین
رُت کچھ ایسی بھری ہوئی پائی
کہ ہوا پانی پانی ابرِ بہار
بھر گیا پانی آبِ باران پر
کسی صورت سے بیڑا پار ہوا
ہان اگر ساتھ تھا تو اک غم تھا
رہنما بنکے لے چلا آخر
چرخ پر آہ کا دھوان پہونچا
لطفِ گلگشتِ سبزہ زارِ وطن
ہو گیا ضعف پاؤن کی زنجیر
لکھنؤ سے کہین مین نہ ٹل سکا
"بھاری پتھر تھا چومکر چھوڑا"
حسرتین دل مین لاکھون جمع ہوئین
آتشِ غم سے کھائے سیکڑون داغ
خاک اوڑائی تھی غم مین بادِ سحر
زلف کی طرح تھے پریشان حال
نظر آتے تھے سرو صورتِ آہ
پھول چنپا کے ہو رہے تھے زرد
نکہتِ گُل کی طرح تھے برباد
آبلون کی روش تھی خوشۂ تاک
چشمِ حسرت سے تکتی تھی نرگس
بلبلین سرد آہین بھرتی تھین
کہ کلی دل کی غم سے مرجھائی

دردِ جدائی

نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے مری جان اے مرے دلدار
غیرتِ سروِ باغ و رشکِ بہار

گلِ شادابِ گلشنِ خوبی
نونہالِ ریاضِ محبوبی

حسن دہ چند قد دو بالا ہو
سب حسینون مین بول بالا ہو

عرض کرتا ہون داستانِ فراق
دل لگا کر سُنو بیانِ فراق

عشق جب سے گلے کا ہار رہا
باغِ دل غم سے خار خار رہا

وحشتِ سیرِ دشت حد سے بڑہی
بیل دل کی مرے منڈھے نہ چڑھی

کوئی جانان سے گرد ہو کے اوٹھا
گرد کیا آہِ سرد ہو کے اوٹھا

ساحلِ گنگ پر ہوا جو گذر
جوش مین آئے غم سے دیدۂ تر

کیا بتاؤن جو میری حالت تھی
اپنے سایے سے مجکو وحشت تھی

دیکھ کر میرے دیدۂ پُر آب
پھوٹ کر روئی غم سے چشمِ حباب

پا کے عقل و خرد سے بیگانہ
جان کر مجکو کوئی دیوانہ

بیڑیان بھرنے کے لیے دریا
لاکھون زنجیرین موجون کی لایا

جب یہ طوفانِ غم نظر آیا
دلِ خون گشتہ اور بھر آیا

کوئی مہوش اگر ہوا تو کیا
کوئی رشکِ قمر ہوا تو کیا

کوئی حور و پری ہوا تو کیا
زہرہ و مشتری ہوا تو کیا

مین تمھارا اچھا چاہنے والا
عاشقی کا نباہنے والا

کیون کسی پر فریفتہ ہوتا
بوالہوس تھا جو شیفتہ ہوتا

ہی مگر اتنی بات اے دلبر
آنکھین سیکین جو اون حسینون پر

مجھکو یاد آگئی وہ پیاری شکل
پھر گئی آنکھون مین تمھاری شکل

نالے بے اختیار کرنے لگا
ٹھنڈی ٹھنڈی مین آہین بھرنے لگا

اگلی الفت کی چوٹ اوبھر آئی
دل ہوا بھاری آنکھ بھر آئی

جیب و دامن کیے جنون مین چاک
مثلِ مجنون اوڑائی سر پر خاک

صدمۂ غم سے دم نکلنے لگا
ہاتھون فرقت مین دل اوچھلنے لگا

آئین بیتابیان زیارت کو
دوڑین بیہوشیان عیادت کو

ہے اوسی روز سے بری حالت
مرضِ غم سے ہے ردی حالت

دردِ فرقت سے جان کھوتا ہون
یہ غزل اپنی پڑھکے روتا ہون

غزل

نظرِ لطف راہ پر نہوئی
بھولے بھٹکے کبھی ادھر نہوئی

لاکھ آنسو بہائے آنکھون نے
کم مگر سوزشِ جگر نہوئی

حال طولِ شبِ فراق نہ پوچھیے
برسون گذرے مگر سحر نہوئی

او تغافل شعار کیا کہنا
مرگئے ہم تجھے خبر نہوئی

دل کو دل سے جو ربط ہے اے شوق
احتیاجِ پیامبر نہوئی

بہ چلے اشک بجھ گئے تیور
پھول پڑنے لگے مرے دل پر

لالے آتش کے تھے وہ پرکالے
پڑ گئے جس سے جان کے لالے

داغ اوٹھا کر جو مین وہان سے پھرا
اپنے بستر پر آکے غم سے گرا

چند سے میری رہی عجب حالت
تھا کبھی خبط۔ تھی کبھی وحشت

جب ہوا عیش باغ کا میلا
لوگون کا اوس طرف ہوا ریلا

بہرِ تفریحِ خاطرِ پرغم
لیچلے مجکو بھی مرے ہمدم

جب مین پہونچا وہان تو کیا دیکھا
ہے اکھاڑا جما حسینون کا

ہے کوئی گلعذار و غنچہ دہن
کوئی گلگون قبا و رشکِ چمن

کوئی مستِ شرابِ ناز و غرور
نشۂ حسن سے کوئی ہے چور

ہے کوئی خوبصورتی مین طاق
حسن مین کوئی شہرۂ آفاق

کوئی رشکِ پری و غیرتِ حور
جامہ زیبی مین ہے کوئی مشہور

ہے کوئی فتنہ ساز و عشوہ طراز
کوئی چالاک ہے کوئی طناز

دلفریبی مین ہے کوئی عیار
نقدِ دل لینے مین کوئی طرار

تھا یہ سب کچھ مگر خدا کی قسم
چشمِ مخمور کی حیا کی قسم

خاطرِ بیقرار کی سوگند
دیدۂ اشکبار کی سوگند

شوخیِ ناوکِ نظر کی قسم
غم و دردِ دل و جگر کی قسم

قامتِ لاجواب کی سوگند
جوشِ حسنِ شباب کی سوگند

کاکل و خط و خال کی سوگند
صورتِ بیمثال کی سوگند

دل کے ارمان و آرزو کی قسم
حسرت و سعی و جستجو کی قسم

تم مین اُنمین جو فرق پاتا تھا
آپ نظر پر اونھین چڑھاتا تھا

کوئی گل پیرہن ہوا تو کیا
کوئی نازک بدن ہوا تو کیا

اپنے روٹھے کو تم سناؤ گے		بات بگڑی ہوئی بناؤ گے
اب بہت ہو چکا بیانِ فراق		ختم کرتا ہون داستانِ فراق
ہاتھ اوٹھاتا ہون اب دعا کیلیے		کہدو آمین تم خدا کے لیے
ہے اثر جبتک اس فسانے مین		شاد و خرم رہو زمانے مین

خلد مین خوش ملائے ہاتھ مین ہاتھ
تم رہو حور بنکے شوق کے ساتھ

جان جانے کا غم نہین اے یار
ہے مگر دل مین حسرتِ دیدار

اک تمھارا خیال رہتا ہے
اشتیاقِ وصال رہتا ہے

آنکھو نمین بھاری رات کٹتی ہے
سوچ مین ساری رات کٹتی ہے

جب کھٹکتی ہی کچھہ بھی دل کی پھانس
دم پر آ بنتی ہی اوکھڑتی ہے سانس

ہاے تم ایسے بے خبر بیٹھے
کان مین تیل ڈال کر بیٹھے

کچھہ مرے نالے کارگر نہوے
درد سے میرے تم خبر نہوے

کیون نہ اپنی فغان کو مین روون
کان پر کب تمھارے رینگی جون

تم تو بیرحم و سنگدل ٹھہرے
کیون نہ پھر آہ منفعل ٹھہرے

کیا اثر ہو دلِ ستمگر مین
جونک لگتی نہین ہے پتھر مین

سیکڑون مینے نامہ بر بھیجے
نامہ شوق بیشتر بھیجے

تمنے لکھا نہ ایک کا بھی جواب
دیدیا نامہ بر کو صاف جواب

اب جو انداز یہ نرالا ہے
دال مین کچھہ ضرور کالا ہے

کیا کہون- مین- ہے ضعف دامنگیر
ناتوانی سے پاون کی زنجیر

ورنہ اٹھتا مین دودِ آہ کی طرح
تمسے ملتا- کسی نگاہ کی طرح

خیر کرلو ابھی تو جور و جفا
حشر کا دن کبھی تو آوے گا

لاکھہ پردون مین بھی چھپوگے اگر
چھان ڈالون گا مین صفِ محشر

پاکے اپنے نصیب سے تمکو
چھین لونگا رقیب سے تمکو

جاکے مین پیش داورِ محشر
داد چاہونگا اپنی اے دلبر

دیکھہ لینا کرونگا یون فریاد
یہ جفائین ہین انکی یہ بیداد

سنکے اوسوقت تم خجل ہوگے
سر جھکاوگے منفعل ہوگے

منتین تم کروگے آخرکار
ہاتھہ جوڑوگے ہوکے تم ناچار

جیسی چھوٹی نارے یہ شب تھی
اور کوئی رات ایسی کب تھی

لایا مقدر روزِ جدائی   آگیا سر پر روزِ جدائی
سخت ہے یکسر روزِ جدائی   کاٹیں گے کیونکر روزِ جدائی
صبح کا کرنا شام ہے مشکل
اب تو ہمیں آرام ہے مشکل

دوڑو محلے ٹولے والو   جلد خبر اب بہرِ خدا لو
کوئی بہانہ کرکے نہ ٹالو   حال ردی ہے ہمکو سنبھالو
دم گھٹتا ہے جوشِ الم سے
سانس اوکھڑتی ہے اب غم سے

پیشِ نظر ہے یاس کا عالم   ہوش و خرد ہیں درہم برہم
اشکِ فرقت ہیں دیدۂ پرنم   دردِ جگر اوٹھتا ہے پیہم
آگ لگی ہے سینے کے اندر
ہوتے ہیں شعلے منہ سے باہر

فرطِ الم سے جوشِ قلق ہے   درد کے مارے چہرہ فق ہے
غم سے کلیجا اپنا شق ہے   جان بدن میں ایک رمق ہے
ہوش رُبا ہے دردِ جدائی
عرش رسا ہے دل کی دوہائی

کچھ بھی نہ کام آئے یہ نالے   جاتے ہیں اب وہ جانے والے
ایسے پڑے ہیں جان کے لالے   زہر کے ہم پی لینگے پیالے
کون اوٹھائیگا غمِ فرقت
رات کے صدمے دن کی مصیبت

سچ ہا بتوں کی الفت کیا ہے   آج وفا کل جور و جفا ہے
خیر ہمارا ابھی تو خدا ہے   ناحق اتنی آہ و بکا ہے
شوقؔ کہاں تک سوزِ بیانی
ختم کرو یہ غم کی کہانی

شامِ فراق

نتیجہ طبع جناب شوق نیموی عظیم آبادی

شامِ فراق آج آئی ہوئی ہے   بختِ سیہ کی لائی ہوئی ہے
کیسی اوداسی چھائی ہوئی ہے   جان بہت گھبرائی ہوئی ہے
دیکھ کے چڑیاں شب کا اندھیرا
پیڑوں پر لیتی ہیں بسیرا

شامِ سیہ رو سر پر آئی   چاروں طرف تاریکی چھائی
تاروں نے اپنی شکل دکھائی   گھروں میں سب نے شمع جلائی
مغرب پڑھ کر سب گھر آئے
گھڑیالی نے سات بجائے

بجھ گئی جب سورج کی مشعل   دودِ جگر کا پھیلا کاجل
سرخ شفق کے ڈھلکے آنچل   رات نے تانا کالا کمبل
اب تو غضب کا ہے سناٹا
چاروں طرف ہے عالم ہو کا

شمع دکھاتے جگنو نکلے   ویرانوں سے اُلّو نکلے
کاٹنے نکلے بچھو نکلے   بل سے اپنے راسو نکلے
شیر ہوئے باہر آ گھر سے
نکلے سب گیدڑ کھنڈر سے

صبح وصال

نتیجۂ طبع جناب **شوق** نیموی عظیم آبادی

ہائی فلک نے قہر یہ ڈھایا صبح الم کا رنگ جمایا
بخت نے ایسا پلٹا کھایا وقتِ جدائی سر پر آیا
دیکھ کے غمگین حالت دل کی
روتی ہے دل مین حسرت دل کی

کیجیے کیا اظہار الم کا کیا ہو بیان گردون کے ستم کا
حال ہی روشن حسرت و غم کا ہائے وہ تارا صبح کا چمکا
بجنے لگے افسوس گجر بھی
بول اوٹھے مرغانِ سحر بھی

صبح نے اپنی شکل دکھائی کوون نے اک دھوم مچائی
مرغون نے بھی آفت ڈھائی لو وہ اذان کی آواز آئی
باہر نکلے خلوت والے
جاتے ہین مسجد طاعت والے

برہمنون نے شور اوٹھایا بتخانے مین سنکھ بجایا
گھڑیالی نے غل جو مچایا نیند سے اک عالم کو جگایا
گھر سے چلے اشنان کو ہندو
جمنے گنگا کا شور ہے ہر سو

بادِ سحر سے غنچے چٹکے نکہتِ گل کے قافلے بھٹکے
ہین جو طلوعِ مہر کے کھٹکے روتی ہے شبنم گل سے لپٹکے
کہتی ہے دن کی قسمت چمکی
ہون مہمان اب کوئی دم کی

غم سے جو شبنم روتی ہے کھل کے بال ہین بکھرے سنبل کے
ہین جو شگوفے خندۂ گل کے زخم ہرے ہین ہر بلبل کے
صبح جو سر پر آئی ہوئی ہے
دل کی کلی مرجھائی ہوئی ہے

رہگئی کچھ کچھ شب کی سیاہی چلنے لگے منزل سے راہی
کیسی گھڑی یہ آئی الٰہی ہوتی ہے کوئی دم مین تباہی
ہوتی ہی اب دلدار سے فرقت
صبح ہوئی کیا آئی قیامت

لو جاگے۔ لی بخت نے کروٹ منہ سے اوٹھایا اپنا گھونگھٹ
کام نہ آئی اپنی لگاوٹ دیکھتے ہی یو اوٹھے جھٹ پٹ
ملتے اوٹھے وہ چشمِ خماری
سو گئی اب تقدیر ہماری

بکھری ہوئی ہے زلفِ معنبر سرمہ ہوا ہے آنکھون سے باہر
اوترا ہوا ہے چہرۂ انور کیا ہی اداسی چھائی ہے رخ پر
آنکھ چرائے ہین وہ ادا سے
چھپتے ہوئے ہین جوشِ حیا سے

وائے مقدر۔ ہائے ری قسمت صبح ہوئی وہ ہوتے ہین رخصت
مانگ رہے ہین مجھ سے اجازت دل کو ستاتا ہے غمِ فرقت
ہائے جدا وہ ہوتے ہین ہم سے
منہ کو کلیجہ آتا ہے غم سے

حال برا ہے روئین نہ کیونکر جائینگے اب وہ گھر کو مقرر
اب وہ ٹھہرنے کے نہین دم بھر رہ گئے دل مین ارمان اکثر

شبِ وصل

نتیجۂ طبعِ فکر جناب منشی محمد عبد الحلیم صاحب لکھنوی

کسی کا ہائے وہ راتوں کو چھپکے یوں آنا
چھڑے چڑھائے ہوئے پائنچے اٹھائے ہوئے

دردِ جگر کچھ آج تھما ہے   زخمی دل کو چین پڑا ہے
شوقِ بیابان بھولا ہوا ہے   برسوں بعد زمانہ پھرا ہے

خوب ہوا آرام تو پایا
بے چینی سے چین تو آیا

لو شبِ وصل کی شام آ پہنچی   بھاگ گئی دب سی حسرت دل کی
غم جاتا ہے عشرت آئی   چمکا ستارہ قسمت جاگی

آج وہ اپنے قابو میں ہونگے
ہم بھی انکے پہلو میں ہونگے

جسپر قربان وہ رات آئی ہے   جسکے صدقے آج وہ شب ہے
میان میں انکی تیغ غضب ہے   وصل نصیب اب اپنا عجب ہے

واہ رے وہ اور انکی چاہت
واہ رے میں اور میری قسمت

ہر رخ پہ کچھ کچھ چھایا اندھیرا   کوئی کوئی ستارہ چمکا
چڑیاں ڈھونڈھ رہی ہیں بسیرا   کوؤں نے اک شور مچایا

دیکھتے ہی دو دو تین ملتے
موت کے خواہاں اوٹھ اوٹھ کے

شور ہوا ہر سمت اذان کا   برہمنوں نے سنکھ بجایا
بجنے لگا ہر دیر میں گھنٹا   تیرہ شام کا ہر جا چمکا

دوسرا عالم دنیا پلٹی
پھر فلک نے کروٹ بدلی

دیکھو باغ پہ کیا جوبن ہے   پھولوں پر بیساختہ پن ہے
سارا گلشن جیسے دلہن ہے   کن زوروں پہ بہارِ چمن ہے

کیا اٹھلاتی بادِ صبا ہے
جلد کہیں آ جائیں صدا ہے

آئی رات ہوئی اندھیاری   چرخ پہ تاروں نے کی گلکاری
کیسی رات مبارک ساری   اچھی اچھی پیاری پیاری

اب پازیب بڑھاتے ہونگے
تھوڑی دیر میں آتے ہونگے

سامان وصل کا کر لیں آؤ   شیشے مے کے بھر لیں لاؤ
بسترِ گل کچھ جلد منگاؤ   اچھی پلنگڑی لا کے بچھاؤ

اٹھو جا کر شمع جلا دو
سارے کمرے میں پھول بچھا دو

جام و صراحی مینا کاری   سرخی مے کی سہانی پیاری
عطر آگین ہے بادِ بہاری   اونکے آنیکی ہے تیاری

غم غلط آج ہمارا ہوگا
پہلو میں کوئی پیارا ہوگا

ہو گیا سارا وصل کا ساماں   کمرا ہوا اب جیسے گلستان
آئی سحری جب جانِ زمان   سب غمگین ہو گئے شادان

ساری رنج کدورت ہوگی
آج کسی سے صحبت ہوگی

اب تو ہو چکی شمع بھی روشن   آتے ہیں جھونکے ہوا کے سن سن
پڑ گئی ہر دروازے پہ چلمن   ہر شی پہ ہے برستا جوبن

جنپر قربان اپنا جگر ہے
کب آئینگے کسکو خبر ہے

سامان آنے کا کرتے ہونگے   بیٹھے خوب سنورتے ہونگے

سو پھیلائے حلقہ دور ہے   قہر و غضب کی آنکھ ادھر ہے
تال مین شاید یہ اژدر ہے   اسکے نگلنے کا ہمین ڈر ہے

کالی بلا ہے شامِ جدائی
بنگئی دشمن اپنی خدائی

دل ہی تپان بیتاب جگر ہے   حال ہمارا افزع دگر ہے
طول ہے اسکی کسکو خبر ہے   صبحِ قیامت اسکی سحر ہے

چین پڑے گا یارب کیونکر
ہمسے کٹے گی یہ شب کیونکر

آج وہ آئی شامِ مصیبت   گھبراتی ہے جس سے طبیعت
دل مین غضب کا ہے غمِ فرقت   کوئی نہین مونس بجز حسرت

کون سُنے گا دل کی دوہائی
کسکو سنائین دردِ جدائی

وقت مدد ہے ای غمِ جانان   کالی بلا ہے یہ شبِ ہجران
حال ہے اپنا سخت پریشان   دل ہے نہایت تشنہ و حیران

تو ہے ہمارا مونس و ہمدم
تو ہی تسلی دے ہمین اسدم

اے تارو تم جی نہ چھپاؤ   اتنی تکلیف آج اٹھاؤ
چھوڑ کے تنہا ہمکو نجاؤ   آج ہمارا دل بہلاؤ

شاید اپنا یہ دلِ غمگین
درد و الم سے پائے تسکین

آج برستے ہین انگارے   کل نہین پڑتی غم کے مارے
اے تارو سب پیارے پیارے   جاگو تم اب ساتھ ہمارے

قصہ کہانی کوئی کہو تم
شب بھر بیدار آج ہو تم

ہائے بہت کچھ شور مچایا   رو رو کر سب حال سنایا
خاک کسی نے رحم نہ کھایا   اپنی مدد کو کوئی نہ آیا

جان چھڑائی غمخواروں نے
آنکھ بدل ڈالی یاروں نے

ہے یہی اس دنیا کی حالت   ہوتی ہے ہر دم گردشِ قسمت
دوست کہان کے کیسی محبت   ہوتے ہین اپنے غیر کی صورت

خیر نہ اتنی آہین بھرو تم
شوق خدا پر صبر کرو تم

لپٹے خوب ہی باہم کھل کے

عید کسی عاشق کے گھر ہے
اوڑتا ساغر پر ساغر ہے

شرم سے اونکی نیچی نظر ہے
کوئی نہ آجائے یہ ڈر ہے

لطف اوٹھے کیا کیا صحبت کے

لوٹے خوب مزے وصلت کے

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آئے
طائر اپنے جھونجھ سے نکلے

مسجد والے وضو کو اوٹھے
رونیوالون نے آنسو پونچھے

کوئی سو گیا روتے روتے

چونک پڑے وہ سوتے سوتے

ڈن سے توپ کی آواز آئی
چلنے والون کی آہٹ پائی

مرغِ سحر نے بانگ لگائی
تارون پر بھی زردی چھائی

صبح ہوئی کروٹ ہی بدلتے

اوٹھ بیٹھے وہ آنکھون کو ملتے

صبح کو وہ شرمائی صورت
پھیکی پھیکی رخ کی رنگت

پھولون کی وہ کم کم نکہت
بڑھ گئی ہے کچھ اور نزاکت

کرتے ہین دل ہی دل مین غصا

کچھ بھی کہتے بن نہین آتا

چرخ پہ تارون کی رخصت
شمع کی مایوسانہ صورت

ہائے ہماری یاس اور حسرت
اور کسیکو جانیکی عجلت

ناز سے انکا اوٹھکر جانا

پھر آنیکی قسمین کھانا

چین پڑے گا دل کو کیونکر! دیکھ رہے ہین صبحِ محشر
بیٹھے ہین حیران مضطر ششدر جان آئی ہے اپنے لبون پر

بیٹھے ششدر ہو کیون بیحسرت

جل بھی بجھتے شمع کی صورت

شبِ غم

نتیجہ فکر جناب منشی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

دردِ دل - زخمِ جگر - کلفتِ غم - داغِ فراق
کون آفت ہی! جو اپنی شبِ ہجر انمین نہین

صدمۂ فرقت ہوشربا ہے
غم کا سمان آنکھون مین بندھا ہے

رات اندھیری کالی بلا ہے
ہو کا عالم رنج فزا ہے

درد کے مارے رو رو دینا

آفتِ جان ہے سانس کا لینا

رہ رہ کر وہ دل کا اوچھلنا
آپ ہی آپ کلیجے کا ملنا

اشک کے دریا کا وہ اوبلنا
رخ کی رنگت کا وہ بدلنا

جب نہ کسی کے ہاتھ پہ سر ہو

دل کو دبا کر رات بسر ہو

یاد کسی کا وعدہ کرنا
ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بھرنا

بدخوابی سے چونک کے ڈرنا
مرگ کی خواہش اور نہ مرنا

یاس ہمیشہ شکل دکھائے

موت کہانکی! نیند نہ آئے

صبر و تحمل کام نہ آئین
درد و الم سے دل بہلائین

بسترِ غم پر لوٹ لگائین
خود جاگین اور سبکو جگائین

رات کا کٹنا امرِ اہم ہو

درد گھٹے تو دونا غم ہو

ہائے کِسکا نام اوٹھائین
کِسکو قصۂ ہجر سنائین

کِس سے اپنا جی بہلائین؟
کون خفا ہی! کِسکو منائین

صدمے پہ صدمے غم پر غم ہین

ہائے! شبِ غم ہے - اور ہم ہین

گیسو زخ پہ سنورتے ہونگے سینے پہ جوبن ابھرتے ہونگے
پیارا پیارا نکھرا ہوگا
چہرہ چاند کا ٹکڑا ہوگا

کرتے ہونگے کنگھی چوٹی نکلی ہوگی مانگ غضب کی
لگتی ہوگی ہاتھوں میں مہندی ملتے ہونگے دانتوں میں مسی
کاجل آنکھوں سے ہوگا نمایاں
چھنتے ہونگے ہاتھ پہ افشان

کیونکر دل کی کلفت جائے دیر ہوئی اب تک نہیں آئے
دل کو کوئی کب تک بہلائے کوئی صبر کہاں سے لائے
آخر انکے آنے کی حد بھی
اپنے رنج اٹھانے کی حد بھی

کب تک بیٹھیں کب تک روئیں کب تک منہ اشکوں سے دھوئیں
کب تک اپنے جی کو کھوئیں کروٹ بدلیں اور نہ سوئیں
دیکھیں کب ہو آنا انکا
بھول گئے وہ - آنا کیسا!

باتیں روز بنا جاتے تھے قسمیں روز ہی کھا جاتے تھے
فقروں میں روز لگا جاتے تھے کس دن وعدے پہ آجاتے تھے
جھوٹھے نہ کیوں پہچان گئے ہم!
ہائے غضب! کیوں مان گئے ہم؟

ٹھہرو! اسکی آہٹ پائی چپ ہو! چلنے کی چاپ سی آئی
دیکھو! اسنے جھلک دکھلائی سنبھلو! دور ہوئی تنہائی
اوٹھو! دوڑکے بوسہ لے لو
دوڑو! جان کو صدقے کردو

آئے اور کس ناز سے آئے سہمے - گھبرائے شرمائے
سینہ ابھارے - سر کو جھکائے نیچی نظر آنچل لٹکائے
کمرے میں ہمکو بٹھا پاکر
چھپ گئے دروازے پہ آکر

رک رک کے وہ کسی کا آنا چپکے چپکے پاؤں اٹھانا
سنتے ہی باتوں کا بنانا باتوں باتوں میں شرما جانا
ہائے غضب موڑھانا وہ کسی کا
دور سرک جانا وہ کسی کا

مان نہ جانا انکا ستم ہے ہمکو وصل میں بھی اک غم ہے
ہر دم تیرے سر کی قسم ہے ضد سے اونکی ناک میں دم ہے
ہائے وہ بھولی بھولی باتیں
ہائے چلے جانیکی گھاتیں

روٹھ گئے لو بیٹھے بیٹھے! کون خطا تھی جسپر بگڑے
آخر کچھ کہیے تو ہمسے لیٹ رہے کیوں منہ کو چھپاکے
کہنا وہ انکا جب کچھ چھیڑو
"نیند آئی ہے - ہمسے نہ بولو"

خود ہی دل میں رحم بھی آیا دھانی دوپٹہ منہ سے ہٹایا
پیارا پیارا ہاتھ اٹھایا ڈال کے گردن میں فرمایا
"کیوں پھر ایسی بات کہوگے؟
وصل کا پھر ارمان کروگے!"

ناراضی میں کٹتے تھے چل ہٹ خود ہی راضی ہوگئی جھٹ پٹ
پھیر کے میری جانب کروٹ کرنے لگے پھر آپ لگاوٹ
آپ ہی روٹھے آپ ہی بولے
کیا کچھ کہہ گئے نگر بھولے

آ پہنچیں پھر وصل کی گھاتیں چادر لیٹ کے سر سے تانی
چل گئی اپنی سب بیانی دل کی بات آنکھوں نے مانی
بوسے لینے لگے مل جل کے

حاصل! ایک جلے کو جلانا
سینے کے اندر آگ لگانا
لذتِ وصل اوٹھانے والو! دل برتا بو پانے والو!
کوچے مین یار کے جانے والو! گھر مین کسی کو بلانے والو!
دل مین تمھارے اور ٹھنی ہے
کیا جانو جو ہم پہ بنی ہے
شہرِ خموشان والو! اٹھو! خوابِ پریشان والو! چونکو
گنجِ شہیدان والو! جاگو گورِ غریبان والو! اٹھو
جبتک ہجر کے صدمے رہینگے
تمکو بھی آج نہ سونے دینگے
او تھمہ بیٹھو سب سونے والو! آنکھین کھولو محلّے والو!
نرگھنے والے پہرے والو! ای دیوار کے نیچے والو!
ہمتو غم کے مارے روئین
آپ مزے سے لیٹ کے سوئین
صبر کہانتک بندہ پرور آخر کیتا جبر ہو دل پر
نکلا کلیجا آنکھون سے بہکر اس جینے سے مرنا بہتر
ڈوبی قبرون مین سونیوالو
اپنا صدقہ ہمکو بلالو!
ای کتنی رات خدایا! ابتک کچھ نہین سُننے مین آیا
موذن نے شور اگاکے مچایا ہر جانب سناٹا چھایا
جب ان سامنے محلّے ٹوٹے

برق انداز بھی آج نہ بولے
کبتک روئین اور رولائین مسجد والون کو آ کے جگائین
منبر والون کو چلکے اٹھائین شیخ کے سر پر شور مچائین
پڑھ کے تہجد سونے والو
وقتِ اذان ہے جلدی اٹھو
مسکنو! وقتِ صبح آیا مردو شو! جاؤ نہلانے گنگا
رہرو! لو دیکھو کا رستا طے کرو! نکلو چھوڑو بسیرا
واعظو! رات فنا ہوتی ہے
دیکھو نماز قضا ہوتی ہے
پچھلی رات کے سونیوالو! صبحِ وطن کے کھونے والو!
کلفتِ غم کے دھونے والو! او بیدار نہ ہونے والو!
آنکھین ملتے اٹھو اٹھ بیٹھو
کھوٹی ہوتی ہے منزل جاگو
آ گئے اپنی جان سے عاری خاک مین مل گئی راحت ساری
آج کی رات ہے ہمپر بھاری ہے تو قسم جو پلک ہو ماری
کیسی محبت کسکا مرنا!
کیسا وصل کا ارمان کرنا!
لاکھ طرح سے دل بہلایا چین کسی عنوان نہ آیا
سکو ام تھا یا سکو جگایا کوئی ہمدم ہاے نپایا
تھی اک شمع جو حالِ خبر پہ
آٹھ آٹھ آنسو روئی شب بھر

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	عیب و	عیب
۴	۱	ہوا	ہو
۱۰	۲	جاو	جاؤ
۱۸	۹	چپ	جب
۲۱	۷	کی	کا
۲۵	۱۵	جان	جسم
۳۱	۹	نہ حل	حل
	۳	بیجرا	بیڑا
۳۷	۱۲	درد جگر	دود جگر

اطلاع - حضرات اس غلطنامہ سے کتاب کو ضرور درست کر لیجیے

نیند کسی کو آتی ہے کیونکر؟ قابو کیونکر پاتے ہیں دلبر
رہتے ہیں کیونکر حیران مضطر! جیتے ہیں کیونکر ہجر میں شب بھر

تھک گئے کرتے کرتے نالا
ہمکو تو غم نے مار ہی ڈالا

کس دم یہ اندھیاری چھٹیگی! دیکھیے کس وقت پھٹیگی؟
کیونکر الجھن دل کی گھٹیگی! کیونکر ساری رات کٹیگی؟

گذریگی یونہیں سر کو دھنتے
تارے گنتے تنکے چنتے

یہ سناٹا اور تنہائی وحشت اور تاریکی چھائی
کاٹے کھاتی ہے انگنائی وہ کیوں آئیں! قسم ہے کھائی

جان بھی ہے اب دشمن اپنی
لب تک آئی اور نہ نکلی

کون ایسا ہے جو ان تک جائے سارا یہاں کا حال سنائے
جائے! پر کیا جا کے بنائے کوئی دھیان میں بھی تو لائے

رو رو بیٹھو - انکی بلا سے
مر بھی جاؤ انکی بلا سے

ٹھہرو! کیا بکتے ہیں لوگو! شام ابھی ہے گنتے کیا ہو
ناحق حجت کرتے ہو تم تو تم سے مطلب کہتی ہیں گن لو

کمبختوں پر آفت آئے
اتنی دیر میں آٹھ بجائے

لیٹے چین نہ بیٹھے راحت دل میں الجھن منہ پر حسرت
وحشت اور تنہائی آفت بیتابی - اور یاس کی حالت

آنکھوں میں آنسو بھر بھر لانا
رو رو دینا - مر مر جانا -

لوگوں نے ہوگی سونے کی ٹھانی ہوگی سر سے دو لائی تانی
لیٹے سنتے ہونگے کہانی ہوتی ہوگی قصہ خوانی

کیسا کسی کی جان کا جانا!
انکو اپنے دل بہلانا

انکو دوپٹہ تان کے سونا دنیا بھر سے بیغم ہونا
کیسا رونا - کیسا دھونا! کیسا ہوتا ہے جان کا کھونا

پھولوں کے اوپر لیٹے ہونگے
میٹھی نیندیں لیتے ہونگے

ہر اک اپنے یار کو پائے پیاری باتوں میں دل بہلائے
چین سے اپنے ساتھ سلائے دلبر کو سینے سے لگائے

رنگ چھڑائے خوب کسی کا
چوم لے منہ ہر بار کسی کا

سب لوگ ارمان دل کے نکالیں پیارے گلو میں بانہیں ڈالیں
باتوں میں روٹھوں کو منالیں بادہ کشی میں غم کو ٹالیں

ہم یوں کروٹ بدلیں شب بھر
اس پہلو سے اس پہلو پر

دیکھے کوئی کلکتے کا جلسا شام نمائشگاہ کا جلوا
پتلی کمر اور نکھین چہرا لمبے بالوں سے جھونکے کھانا

چلنا رک کر آنکھیں جھکائے
اور وہ سادی وضع بنائے

سبزہ رنگوں کا جھوم کے چلنا ننگے پاؤں سے دل کا ملنا
ناک میں وہ یاروں کا شلنا عینک وہ ہر بار سنبھلنا

کیسے کسکا کسکا قصا؟
کیجے کس کس یار کا شکوا!

چہرہ رخ پہ بنے والے تارو! پیارے پیارے چمکنے والو
آنکھیں پھاڑے دیکھتے کیا ہو دم بھر کو تو سو لینے دو

قابلِ دید کتابین

ضرب المثل

اسمین اردو کی اکثر مثلین اور چھوٹے چھوٹے جملے جو عموماً اہل زبان کی زبانون پر چڑھے ہوئے ہین جمع کر دیے گئے ہین - یہ رسالہ اُن لوگون کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو اردو زباندانی کا شوق رکھتے ہین - کثرت شایقین اور ملک کی خواہش سے پھر طبع ہوئی ہے - قیمت فی جلد - ۲/

صبح امید

(مصنفہ مولوی شبلی صاحب نعمانی پروفیسر مدرسۃ العلوم مسلمانان)

موجودہ اسلام کی دلسوز تصویر دیکھنا ہو تو یہ مثنوی دیکھیے - نیچرل نظم مین اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے اور نہایت ہی اثر ڈالنے والے طریقے سے اسلام کو جوش دلایا گیا ہے - عام ملک نے اس مثنوی کو بڑے شوق سے لیا اور پسند کیا ہے - کثرت شایقین اور ملک کے اصرار سے اب پھر طبع ہوئی ہے - ایک مسدس قومی جو مصنف نے اسٹیج پر اپنے پُر درد لہجے مین پڑھا تھا وہ بھی اسکے ساتھ طبع کیا گیا ہے - قیمت فی جلد - ۴/

صبح خندان

ایشیائی شاعری - عاشقانہ قصہ - حسن و عشق کا فسانہ - میر حسن کی بحر - اسکی تعریف لکھنے کی ضرورت نہین - اسکے مصنف بلند پایہ ہندوستان مین خاصکر مثنوی لکھنے مین فرد ہین قیمت فی جلد - ۸/

عصمت

(ایک نہایت ہی دلکش ناول)

اس ناول کو انگریزی سے مسٹر علیم نے نہایت بامحاورہ اردو مین ترجمہ کیا ہے - اسکے خیالات قابل قدر ہین - قصہ اسقدر دلچسپ ہے کہ بغیر ختم کتاب آپ سے نہین چھوٹ سکتی - قیمت فی جلد ۸/

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے - قیمت فی جلد - ۲/

دیوان صغیر

یہ دیوان حضرت شاہ صغیر مرحوم لکھنوی کا ہے - حضرت صغیر - رشک مرحوم کے ارشد تلامذہ مین تھے - مرحوم نے اپنی بابرکت اور طولانی زندگی صرف شعر و سخن کے نذر کر دی تھی - اردو نظم کے لیے غالباً اس سے زیادہ مفید کوئی ترکیب نہین ہے کہ اگلے سخن سنجون کا کلام نئے طبع آزمائی کرنیوالون کی مدد کے لیے شایع کیا جاے قیمت عہ

جس کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پے ایبل - لیکن ویلیو پے ایبل کی حالت مین نصف آرڈر کی فیس یعنی ۲/ کے ٹکٹ فرمائش کے ساتھ بھیجنا چاہیے - کیونکہ فیس پہلے دینا ہوتی ہے ۱۲ المشتہر محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار لکھنو - چوک